125813- تین طلاق والی عورت عدت کہاں بسر کریگی ؟

سوال

بیٹے بیٹیوں والی تین طلاق یافتہ عورت اپنی عدت کہاں بسر کریگی ؟

آیا وہ میکے میں یا پھر خاوند کے گھر اپنے بچوں کے ساتھ عدت بسر کریگی ؟

یہ علم میں رہے کہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ رہتے ہوئے عدت بسر کرنا چاہتی ہے ، عورت کو تین طلاق ہو چکی تھیں دوران عدت وہ پریشان تھی ، دوران عدت خاوند اسے ملا تو اس نے بیوی سے معانقہ کیا اور کچھ دوسرے امور بھی سرزد ہوئے لیکن بوسہ اور جماع وغیرہ تک بات نہیں پہنچی ، طرفین کی جانب سے اس گناہ کا کفارہ کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

اگر خاوند اپنی بیوی کو طلاق بائن دے
دے تو بیوی کو دوران عدت نہ تو نان و نفقہ کا حق حاصل ہوگا ، اور نہ ہی رہائش کا ،
لیکن اگر بیوی حاملہ ہو تو پھر رہائش اور نان و نفقہ کی حقدار ہوگی .

طلاق بائن کی دو قسمیں ہیں :

پہلی قسم :

بینونت صغری :

یہ طلاق اس طرح ہوگی کہ رخصتی و دخول
سے قبل ہی بیوی کو طلاق دے دی جائے ، یا پھر طلاق عوض ہو (یعنی طلاق کے مقابلہ میں
خاوند نے مال حاصل کیا ہو) .

دوسری قسم :

بینونت کبری :

یہ تین طلاق مکمل ہونے کی صورت میں
ہوتی ہے :

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب خاوند اپنی بیوی کو تین طلاق دے
دے جس میں اسے رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہو، تو نہ بیوی کو رہائش کا حق حاصل ہوگا،
اور نہ ہی نان و نفقہ ملے گا، لیکن اگر حاملہ ہو تو دونوں اشیاء حاصل ہونگی "

مجمل یہ کہ جب آدمی اپنی بیوی کو
طلاق بائن دے دے تو وہ یا تو تین طلاق کے ساتھ ہوگی، یا پھر خلع ہونے کی صورت میں،
یا پھر فسخ نکاح کی بنا پر بائن کبری ہوجائیگی، بیوی حاملہ ہو تو بالاجماع اسے نان
و نفقہ اور رہائش کا حق ملے گا، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{انہیں تم اپنی استطاعت کے مطابق
جہاں تم رہتے ہو رہائش دو، اور انہیں نقصان و ضرر مت دو کہ تم انہیں تنگ کرو، اور
اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ حمل وضع کردیں}.الطلاق (6).

اور فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالی
عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا تھا :

"تمہیں نان و نفقہ کا حق حاصل نہیں،
لیکن اگر حاملہ ہو تو پھر حق رکھتی ہو "

اور اس لیے بھی کہ حمل خاوند کا بچہ
ہے، اس لیے اسے اس کا خرچ برداشت کرنا ہوگا، اور بچے پر اسی صورت میں خرچ کیا جا
سکتا ہے جب حمل کی صورت میں ماں پر خرچ کیا جائے، اس لیے یہ خرچ بالکل اسی طرح واجب
ہوا جس طرح رضاعت کی اجرت واجب ہوتی ہے.

اور اگر وہ حاملہ نہیں تو اسے نان و
نفقہ کا حق حاصل نہیں ہوگا.

لیکن اس صورت میں رہائش کا حق رکھنے
کے متعلق دو روایتیں ہیں :

پہلی روایت :

عمر بن خطاب، عبد اللہ بن عمر، اور
ابن مسعود، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا، اور مدینہ کے فقہاء سبعہ، اور امام مالک
امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق مندرجہ بالا آیت کے مطابق رہائش کا حق حاصل
ہے.

دوسری روایت :

علی، ابن عباس، جابر رضی اللہ تعالی
عنہم، اور عطاء، طاؤس، حسن، عکرمہ، میمون بن مہران، اسحاق، ابو ثور داود ظاہر رحمہم
اللہ کے قول کے مطابق اسے رہائش کا حق حاصل نہیں، اور نہ ہی نان و نفقہ حاصل ہوگا،
ظاہر مذہب بھی یہی ہے.

اکثر عراقی فقہاء کرام کا کہنا ہے :

"اسے نان و نفقہ کا حق حاصل ہوگا،
ابن شبرمہ، ابن ابی لیلی، ثوری، حسن بن صالح، ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب، البتی،
عنبری رحمہم اللہ کا قول یہی ہے" انتہی

دیکھیں : المغنی (185/8).

طلاق بائن والی عورت کو نان و نفقہ
اور رہائش کا حق نہ ملنے کی دلیل صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث ہے :

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں فاطمہ
بنت قیس رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس گیا اور اس سلسلہ میں ان کے متعلق رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے متعلق دریافت کیا تو وہ فرمانے لگیں :

"خاوند نے اسے طلاق بتہ دے دی، تو
میں نے نان و نفقہ اور رہائش کا مقدمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کیا،
تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے نان و نفقہ اور رہائش نہ ہونے کا
فیصلہ دیا، اور مجھے حکم دیا کہ میں ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں
عدت بسر کروں"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1480).

اور ابو داود کی روایت میں یہ الفاظ
ہیں :

"تمہیں حاملہ ہونے کی صورت میں نان
و نفقہ حاصل ہوگا"

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"لیکن دلیل اور اس کے لزوم کے
اعتبار سے امام احمد بن حنبل اور ان کے قول کا ساتھ دینے والوں کا قول زیادہ صحیح
اور قابل حجت ہے؛ کیونکہ اگر اس کے لیے رہائش کا حق واجب ہو، اور یہ عبادت ہوتی کہ
اس سے اللہ کی عبادت کی جاتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور فاطمہ رضی
اللہ تعالی عنہا پر لازم کرتے، اور اسے اس کے خاوند کے گھر سے نکال کر ام شریک اور
نہ ہی ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہما کے گھر رہنے کا حکم نہ دیتے۔۔۔

جب یہ ثابت ہو چکا کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالی عنہا کو طلاق بائن ہونے کی صورت
میں فرمایا تھا :

"تمہیں نہ تو نان و نفقہ ملے گا، اور
نہ ہی رہائش، بلکہ رہائش اور نان و نفقہ تو طلاق رجعی کی صورت میں حاصل ہوتا ہے"

اس حکم کا تعارض کس چیز سے ہو سکتا
ہے؟ کیا نبی کریم صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کا حکم اور فیصلہ اس کا متعارض ہو سکتا
ہے، حالانکہ قرآن مجید کے حکم مراد تو نبی کریم صلی اللہ علیہ ہی واضح کرنے والے
ہیں، اور ایسا کوئی تعارض ہمیں نظر نہیں آتا۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ قرآن مجید کی
سب سے زیادہ تفسیر کا علم رکھنے والے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہیں :

انہیں تم اپنی استطاعت کے مطابق رہائش
میں رکھو۔

آیت کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم سے زیادہ کوئی دوسرا نہیں جانتا" انتہی

دیکھیں: التمھید (151/19).

اور اگر خاوند دوران عدت اسے اپنے
گھر میں رہنے کی اجازت دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اس سے ہر
اجنبی شخص کی طرح پردہ کریگی؛ کیونکہ وہ بائن ہوجانے کی وجہ سے اس کے لیے اجنبی بن
چکا ہے۔

لیکن اولی اور بہتر یہی ہے کہ بینونت
کبری والی عورت کو اپنے میکے میں عدت بسر کرنی چاہیے تا کہ فتنہ سے بچ سکے، جیسا کہ
مذکورہ بالا سوال میں ہوا ہے، کیونکہ شیطان تو برائی کو خوب بنا سنوار کر پیش کرتا
ہے، اور دونوں کو برائی کی رغبت دلا کر غلط کام کی طرف لے جائیگا اور اس طرح وہ حرام
کا ارتکاب کر بیٹھیں گے۔

حالانکہ شیطان نے تو ان دونوں میں
علیحدگی کرانے کے لیے ایک دوسرے کو برا اور قبیح کہلوایا اور تین طلاق کروا دیں۔

**.{اس لیے عقلمندو تم عقل و ہوشمندی
اختیار کرتے ہوئے عبرت حاصل کرو}.** الحشر (2).

دوم:

بائنہ عورت کا اپنے سابقہ خاوند سے
معانقہ کرنا ایک حرام عمل ہے، اسی طرح بعد میں جو کچھ شرمگاہ کو ہاتھ لگانے والا
عمل بھی حرام ہے، دونوں کو اس عمل سے توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اور آئندہ ایسا نہ
کرنے کا پختہ عزم کریں۔

تین طلاق واقع ہوجانے کی صورت میں
دونوں کا ایک دوسرے سے اجنبی بن جانا کسی شخص پر مخفی نہیں، اس لیے وہ دونوں ایک
دوسرے کو نہ تو دیکھ سکتے ہیں، اور نہ ہی چھو سکتے ہیں ایسا کرنا حرام ہوگا، تو پھر
معانقہ اور جو کچھ آپ نے بیان کیا وہ کچھ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

وہ شخص اس کے لیے اس وقت تک حلال
نہیں جب تک یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح رغبت کرنے کے بعد حلال نہ ہوجائے، اور
یہ نکاح حلالہ نہ ہو، یعنی نیا نکاح جس شخص کے ساتھ کرے اس کے ساتھ ہمیشہ رہنے کے
لیے ہو صرف حلال ہونے کے لیے نہ ہو.

اور اگر وہ دوسرا شخص فوت ہوجائے یا
پھر کسی سبب کے باعث اس کو چھوڑ دے تو پھر وہ پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کر سکتی
ہے.

مزید آپ سوال نمبر (
14038) کے جواب کا مطالعہ ضرور
کریں.

واللہ اعلم.